رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم بازگرائی جہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱۔ عوام سے صہ ر

۲۔ خواص و معاونین سے عـہ

۳۔ ہندوستان سے باہر سے ۶ ر

۴۔ غیر مذاہب والوں سے ۱۲ ر

۵۔ اپنی جماعت کے غیر مستطیع پے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ ر

نمبر ۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجّہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدسؑ کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اسلئے یکمشت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال انکو روکنا پڑتا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کے لئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیئے۔ ایک حق پرست اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدسؑ کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیئے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیئے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیئے ✤

المُفتی

خاص قابل توجہ حضرات مُفتی صاحبان نامدار و ایڈیٹر صاحبان اخبار

یہ بات خوب ظاہر ہے کہ پیاری احمدی جماعت میں ہر ایک فرقہ کے اہل اسلام داخل ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض جناب معلی القاب سیّد الثقلین محبوب رب المشرقین مولانا مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دامن عاطفت میں پناہ لیتے اور سلک وحدت میں منسلک ہوتے ہیں۔ اور اسی نعمت خداداد کی بدولت باوجود حضرت اقدس امام والاکرام مشارالیہ کی ذات و اتباع کی معرفت باوجود مختلف خیالات تحقیقات حاصل رکھنے کے دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح اختلاف اعتقادیات کا جوش کبھی بھی اظہار اور عمل میں نہیں لاتے بلکہ خوش ہیں کہ ہمارے ہر ایک بھائی کا فروعی اعتقاد و تعامل جو بھی ہے درست ہے اور مسنون و مدلل ہے۔ یہ صفت اس زمانہ میں عموماً غیر اقوام کے مقابلہ میں کیا اور خصوصاً عوام اہل اسلام کے مقابلہ میں کیا یا تو اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھی یا اب اصحاب بروز محمد رسول اللہ مسیح موعود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے (فللہ الحمد علی ذالک) اور فی الحقیقت رسول اللہ اور امام برحق کا اصلی کام اور مقصد مبعوث ہونے کے یہی ہوتا ہے۔ اور یہی اُس کی کامیابی اور عنایت ہوتی ہے اور نیز یہی دلیل صداقت ہوتی ہے۔

قال اللہ عزّوجل۔ لقد منّ اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ۴؍۱۷ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً وکنتم علٰی شفا حفرۃٍ من النار فانقذکم منھا ۴؍۱۰)

اس کے بعد جب دیکھا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمان فرقوں میں باوجود متحد الخیالات اور اعتقادیات ہونے کے آپس میں وحدت نہیں ہے بلکہ وہ اختلاف کی مہلک وبا میں مبتلا و ہلاک ہو رہے ہیں۔ کیوں ہو رہے ہیں؟ تو اس کے بظاہر دو سبب معلوم ہوتے ہیں۔ (اوّل) اختلاف فتاویٰ۔ (دوم) عدم اتباع امام الزمان ؑ۔ اور یہ دونوں سبب وہی پُر غضب سبب ہیں جو کہ بدنصیب بنی اسرائیل کو اور نصاریٰ کو تباہ کرنے والے اور مغضوب الٰہی و ضال و مضل بنانے والے نیز بہتّر فرقے کر دینے والے تھے۔ الامان الامان۔

اللہ عزّوجل کا شکر ہے کہ جماعت احمدی کو اُس ہادی مطلق جل شانہ نے جہاں ایک عظیم الشان امام برحق علیہ السلام مسیح موعود ؑ جیسا مقتدا بخشا اور اُس کی اتباع کی توفیق بخشی ہے۔ وہاں پر دوسرا سبب اختلاف فتویٰ کی روک کا **المفتی** بھی عطا فرمایا ہے جس میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء خلیفہ برحق کے خصوصیت کے ساتھ فتویٰ اجرا ہوتے ہیں اور فروعی اختلافات کو جڑ سے کھودتے ہیں اور بفحوائے آیۃ کریمہ فلا وربک **لا یؤمنون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم الخ** اور **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الخ** کا قطعی فیصلہ دیتے ہیں۔ جن کا مخزن فی الحال **الحکم** اور بدر اخبارات ہیں۔

اب توجہ کے قابل یہ امر ہے جو کہ خاکسار راقم کی رائے ناقص میں بلا تصفیہ امور مندرجہ ذیل غیر ضروری اور قابل احتیاط ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے بعض اخبارات وغیرہ نے فی الحال بلاعزم بعض اوقات میں دیگر مفتیوں کے فتویٰ یعنے مشن احمدی کے علاوہ فروعی مسائل میں جن کو تعامل سے ہی خاص تعلق ہوتا ہے بعض احباب اور مخالف اصحاب کی رائے کے بموجب ایک ہی امر میں مختلف تحریریں اور فتوے شائع کر رہے ہیں مثلاً اکمل آف گولیکے صاحب کی تحریر۔ اور فتوے حضرت حکیم الامۃ صاحب دام حشمتہم کا بیس رکعت تراویح کے بارہ میں شائع شدہ ہیں۔ اگرچہ امید ہے کہ واقف کار عالموں نے ان کی تطبیق کر لی ہوگی کیونکہ ممکن ہے لیکن پھر بھی بظاہر عجیب حیرانی پیش آنے کا پیش خیمہ ہے۔ ماسوائے اس کے ایک فتویٰ یا تحریر دوسرے فتوے یا تحریر کی بے اعتباری یا تردید و تکذیب کئے دیتے ہیں جن کا اثر لکھنے والوں پر بھی جا کر پڑتا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی نقص اس پہلو میں مخفی ہونگے۔ چونکہ ایسے مادہ اختلاف و مضر کو قبل از وقت روک لینا ازبس ضروری اور سہل ہے۔ اس لئے حضرات مفتی صاحبان غیر از امام (علیہ السلام) کی اور نیز ایڈیٹران اخبارات کی خدمت عالی میں عاجزانہ و مؤدبانہ عرض ہے کہ۔

(۱) آں صاحبان ایدہم اللہ تعالیٰ اول تو اپنے فتوؤں کی ڈیوٹی متعلق مشن احمدی سے ہی خاص کھیں اور فروعی مسایل متعلقہ تعامل کے فتوؤں کی ڈیوٹی حضرت اقدس امام حکم و عادل علیہ السلام پر چھوڑ دیں کیونکہ یہ اہم کام حضور عالی کی ہی ذات بابرکات سے خاص ہے (۲) یا سب حضرات متفق ہو کر ایک کتاب یا حسب ضرورت کئی کتابیں حدیث یا فقہ کی حضرت امام عالی مقام علیہ السلام سے منظور کرا لیں جو کہ دستور العمل عوام بھی ہو جائیں اور بوقت ضرورت مفتیوں کیلئے بھی بے غل و غش مفید ہوں اور فتوؤں کو کام آئیں۔ (۳) یا حضرات مفتی صاحبان فتوے دیتے وقت دریافت فرما لیا کریں کہ امر پیش آمدہ میں ہمارے حضرت امام علیہ السلام کا فتوے تو پہلے نہیں ہوا۔ اگر ہو چکا ہے تو سائل کو حوالہ دے دینا ہی کافی سمجھیں۔ اور جو نہ ہوا ہو اور خود فتویٰ دینا ضرور ہو تو ایسے فتویٰ پر حضور والا امام ہمام علیہ السلام سے بھی استمزاج حاصل کر لینا ضروری سمجھیں اور فتوے میں اس اجازت کا حوالہ و تذکرہ بھی لازمی جانیں (۴) حضرات مفتی صاحبان اپنا فتویٰ لکھتے وقت یہ بھی دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس امر میں کوئی دوسرا بھائی بھی کچھ لکھ چکا ہے یا نہیں۔ اگر لکھ چکا ہے اور وہ تحریر حضرت امام حکم کے استمزاج کے حوالے سے ہے تو اُسکا حوالہ و تذکرہ ہی کافی ہے۔ اور اگر وہ از خود ہے یا منسوخ ہے یا قابل تنقیح ہے یا لائق منسوخی و اصلاح ہے تو اُس تحریر و فتوے پر کھلے الفاظ میں مناسب ریمارک دیا جاوے تاکہ پیارے احمدی بھائی کی تردید و تکذیب کا کسی وقت میں کسی طرح موقعہ پیدا نہ ہو اور اختلاف کا بیج نہ بکھرے۔ (۵) ضرورت و اجرائے فتوے سے پہلے پہل ایسا انتظام کر دینا ضرور چاہئے کہ جماعت احمدی ایک دستور العمل کے ماتحت خود بلا اپنے مقامی علماء کی معرفت اپنا تعامل بلا اختلاف جاری رکھ سکے۔ (۶) ایڈیٹر صاحبان بھی کوئی فتوے یا تحریر درباره مسائل تعامل درج اخبارات فرماتے ہوئے اگر مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھ کر اشاعت میں لائیں تو قابل اجر عمل ہوگا اور قوم پر احسان بیکراں بھی۔

اُمید ہے کہ اس ناچیز گذارش پر جو کہ محض نیک نیتی اور بضرورت و احتیاط کیساتھ حوالہ قلم کی گئی ہے ہمارے مفتیان عالی وقار اور ایڈیٹران نامدار اپنی اپنی توجہ مبذول فرما کر متفق ہونگے اور اس عقدہ کے حل کرنے میں قابل شکریہ سعی عمل میں لائینگے اور بھولی بھالی جماعت احمدی کو اختلاف کی آئندہ وبا میں مبتلا ہونے سے پہلے پہل بچے رہنے کا موقع دلائینگے اور پھر اس باب میں خاکسار راقم سے کچھ زیادہ روشنی بھی پیدا کرینگے نیز گذشتہ بعض مختلف فیہ فتوؤں مندرجہ اخبارات پر بحث بنا کر قوماً تکرار توجہ دیکر وحدت پیدا کرانے کی بھی کوشش بلیغ فرمائینگے۔ والسلام۔ معروضہ خاکسار بھائی احمدیوں کا غلام

وجود باری اور توحید

خدا کی ذات وصفات اور اس کے وجود کا مسئلہ تمام مذاہب کی جان ہے اور بقیہ تمام مسائل مذہبی فروعات اور اس کا ضمیمہ کہلائے جاتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجاوے تو جو جو ٹھوکریں دنیا کی تمام قوموں نے اس راس المسائل میں کھائی ہیں اور اس مسئلہ کے متعلق جن غلطیوں میں تمام اہل مذاہب بلکہ تمام عالم باستثناء اسلام کے پڑے ہیں وہ حد بیان سے باہر ہیں بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ مذہبی مسائل میں جسقدر اہم المسائل وجود باری کا مسئلہ ہے اوسیقدر اہم ترین غلطیاں اوس کے سمجھنے میں انسانوں سے ظہور میں آئیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

انسان کی فطری حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب سے اول انسان کرہ ارض پر تخلیق کیا گیا ہوگا تو وہ بہی مثل اور بہائم کے جنگل اور میدانوں میں مارا مارا پہرتا ہوگا۔ اوس میں نہ اپنی حفاظت کا ادراک ہوگا اور نہ لوازمات آسایش کے بہم پہونچانے کی قابلیت ہوگی نہ وہ اپنے سے زبردست دشمنوں کا مقابلہ کرسکتا ہوگا۔ اور نہ اون کے حملوں سے اپنی حفاظت کی اوس میں قدرت ہوگی۔ لیکن خطروں کے وقت وہ ضرور اپنے سے کسی بالاتر طاقت کی پناہ چاہتا ہوگا۔ جسطرح چارپایوں اور بہائم حتیٰ کہ چیونٹیوں تک کی حرکات سے آج اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بہی خطرہ کے وقت اپنے سے کسی بالاتر قوت کی حفاظت و پناہ میں اپنے آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ تو خدائے قدیر کے وجود و ہستی کی ایک دلیل ہے۔ لیکن یہ امر انسانی ادراک سے بالاتر ہے کہ وہ ذات واجب الوجود کیا ہے؟ اوس کے اوصاف وصفات کیسے ہیں؟ اور کن کن صفات سے وہ موصوف ہوسکتا ہے۔ یہ تمام امور ادراک بشری سے باہر تہے پس اُس زمانہ کے انسانوں نے ہر اپنے سے بالاتر طاقت کو اپنا رب اور رازق بنالیا اور جب تک اوس کے سچے مرسلوں نے دنیا میں آنکر اوصاف باریتعالے کو نہ بتلایا انسان اپنے سچے خالق کو نہ پہچان سکا۔ لیکن تمام گذشتہ شریعتوں کو ان کے متبعین نے کچھ ایسا خلط مبحث کردیا کہ وجود باری کی نسبت صحیح عقائد تقریباً معدوم ہوگئے۔ اور ملت عیسوی کے پیرو تین خدا ماننے لگے اور پہر تین کو ایک اور ایک کو تین کہنے لگے حالانکہ اجتماع النقیضین خود انکی سمجھ میں بہی نہ آیا اور جب بالکل مجبور ہوگئے تو کہنے لگے کہ عقیدہ کا سمجھ میں کچھ ضروری امر نہیں ہے۔

مصری کئی کروڑ خداؤں کو تسلیم کرتے تہے۔ پارسیوں کی سمجھ میں نہیں آتا تہا کہ نیکی و بدی کا خدا ایک کیونکر ہوسکتا ہے اس لئے انہوں نے نیکی و بدی کے دو خدا علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ ہندوؤں کے یہاں کم سے کم تین خدا تہے۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔ یہود البتہ ایک خدا کے قایل تہے۔ لیکن جن اوصاف سے وہ لوگ خدا کو نسبت دیتے تہے وہ ایک معمولی انسانی صفت سے ہی کمتر تہی۔ مثلاً یہودیوں کا خدا ایک رات یعقوبؑ سے کشتی لڑرہا اور جب اوس کو نیچا دکہا سکا تو صبح کے وقت یعقوب کے پاؤں کی نس چڑہا کر اوس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اور اس طرح دہوکہ دے کر وہ آسمان پر چڑہ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اُن قوموں کا تذکرہ ہے کہ جو خدا کے وجود کو تسلیم کرتی تہیں لیکن ان کے علاوہ بہت سی وہ قومیں بہی تہیں جو سرے سے خدا کی قایل ہی نہیں۔ مثلاً زندیق۔ دہریہ۔ ماوین۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اسی قسم کی عالمگیر تاریکی میں مبتلا تہی اور انسانی دلوں کو اسی قسم کے توہمات نے مسخر کر رکہا تہا کہ ان غلط خیالات و معتقدات کے تاریک پردہ کو چاک کرکے دفعتہً اسلام نے اپنا نورانی چہرہ دنیا کو دکہلایا اور بتلایا کہ جن غلط معتقدات میں تم مبتلا ہو اور جن محدود اوصاف کے ساتھ اس افضل ترین عالم ذات کو منسوب کرتے ہو اُن سب سے وہ خدائے حی و قیوم ارفع و اعلےٰ ہے۔

اسلام نے جس خدا کو دنیا سے متعارف کرایا وہ خدا واحد محض ہے اور زمان و مکان جہت و اشارہ تحت و فوق ہر قسم کی قیود اور خصوصیات سے مبرا و منزہ ہے یہ وہ تقدیس و تنزیہ تہی جس پر یورپ نے بہی حیرت ظاہر کی اور یورپ کا مشہور فاضل گبن کہ اُٹہا کہ جب زمان و مکان جہت و اشارہ تمامی خصوصیات کو علیحدہ کرلیا جاوے تو پہر خیال کے لئے کیا باقی رہتا ہے؟ بے شبہ اسلام کو ایسی ہی وسیع الخیالی کی بنیاد قایم کرنا تہی جو جسمانی خصوصیات سے بالکل مبرا ہو۔ اور اسی بنا پر اسلام نے ہر قسم کی بت پرستی کو خواہ وہ اشارۃً ہی کیوں نہ ہو ناجائز قرار دیا کیونکہ اسلام نے خدا کی جو پاک و منزہ خیال قایم تہا وہ ایسا نہ تہا کہ خدا کا تصور بغیر جسمانی پیکر و صورت کے انسانی دلوں میں نہ آسکے۔ ہندو مصری صابی۔ رومن کیتھلک عیسائی سب خدا کے تصور کے لئے تمثیل کے محتاج تہے اور اسی وجہ سے طرح طرح کی بت پرستیوں میں مبتلا تہے لیکن اسلام میں باوجود صدہا فرقوں کے پیدا ہو جانے کے کسی فرقہ کو آج تک بت پرستی کا خیال ہی نہ آسکا۔ دنیا میں آج تمام دیگر مذاہب کے لوگ جسقدر روشن ضمیر اور بلند خیال ہوتے جاتے ہیں وہ توحید خالص کے قریب آتے جاتے ہیں۔ علوم و فنون اور خیالات کی وسعت جسقدر بڑہتی جاتی ہے اسیقدر خدا کی نسبت جسمانی قیود کا خیال مٹتا جاتا ہے۔ دیکھئے آریہ سماج کے بانی نے بہی جب ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تو اونہوں نے بہی ایک ایسا خدا دنیا کے سامنے پیش کیا جو جسمانی قیود سے مبرا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم کو بخوبی نہ سمجھ سکے تہے اس لئے مسئلہ توحید میں اسلام کی صحیح نقل بہی نہ کرسکے۔ اور جس خدا کو اونہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اوس کے ساتھ ہی ازلیت میں اس کے دو اور شریک بہی کردیئے یعنے جسطرح خدا کو انادی اور غیر مخلوق بتلایا اوسیطرح اوس کے ساتھ مادہ اور روح کو بہی ازلی اور انادی اور غیر مخلوق ٹہرایا۔ علاوہ ازیں سوامی دیانند اپنے پرمیشور کو تحت و مکان سے بہی مستثنےٰ نہ کرسکے اسی کا سبب ہے کہ آریہ پرمیشور کو ہر اعلےٰ وادنیٰ کثیف و غلیظ نجاست بول و براز تک میں بہی متمکن مانتے ہیں بخلاف اس کے اسلام نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتلادیا کہ جس خدا کو عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں نہ صرف خود بلکہ اس کا علم ہر جگہ محیط ہے۔ اسلام نے جس خدا کو پیش کیا ہے اُس کو ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے کہ:-

"اللہ (وہ ذات پاک ہو کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اوس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں (کسیکی) سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش (آ رہا ہے) وہ اور جو کچھ اون کے بعد (ہونیوالا ہے) وہ اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔" پھر آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

"آسمانوں اور زمین کی حفاظت اوسپر مطلق گراں نہیں ہے وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے۔" (سورہ بقر رکوع ۳۴)

اور آگے ارشاد ہوا ہے کہ:۔ "وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر (سب کا) جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے۔ وہ اللہ ایسا (پاک ذات) ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہے (تمام) عیبوں سے بری ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے۔ بڑی عظمت رکھتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ (کی ذات) اوس سے پاک ہے وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانیوالا ہے (اوسکی اچھی اچھی صفتیں ہیں اور اسی سبب سے) اوس کے اچھے ہی اچھے نام ہیں۔ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے (سب ہی تو) اوسکی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔" (سورہ الممتحنہ رکوع ۳)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:۔ "کہو کہ وہ اللہ ایک اللہ بے نیاز ہے نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اوسکی برابری کا ہے۔" (سورۃ الاخلاص)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ:۔

"آسمان اور زمین میں کسقدر بیشمار نشانیاں ہیں لیکن یہ لوگ انپر گذر جاتے ہیں اور انکی طرف رُخ نہیں کرتے۔"

دوسری جگہ وارد ہوا ہے کہ:۔

"بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے باب میں بے علمی کے ساتھ جھگڑتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے۔"

ایک تیسرے مقام پر آیا ہے کہ:۔

"اگر آسمانوں اور زمین میں کئی خدا ہوتے تو دونوں میں فساد پڑ جاتا۔"

آیات متذکرہ بالا تقریباً ہر ایک فرقہ یعنے پارسیوں۔ عیسائیوں ہندوؤں اور آریوں وغیرہ کے لئے معارضہ میں جنکی تشریح تحصیل حاصل ہے۔

"تاہم مختصراً سمجھ لیجئے کہ نہ تو خدا کو کسی نے جنا۔ اور نہ خدا نے کسی کو جنا اوسکی ذات توالد اور تناسل (جولازمہ بشریت ہے) کے سلسلہ سے بالکل مبرا ہے اس لئے باپ بیٹے اور روح القدس کا سلسلہ بالکل مہمل ہے۔

اور بیشمار خدا تو درکنار اگر صرف دو خدا ہی ہوتے تو اختلاف ارادہ سے نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس لئے وہ ذات پاک بے شک واحد محض ہے۔ پس کئی کروڑ یا نیکی و بدی کے دو جدا جدا خداؤں کا عقیدہ باطل ہے۔

اب رہا وہ خدا جو اپنے ایک بندے سے کشتی لڑکر بازی نہ لیجا سکا وہ خدائی کے قابل نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا جس کے مثیل بھی مثل اوس کے ازلی و ابدی ہوں۔

رہا وجود باری سے انکار وہ بھی جہالت محض ہے کیونکہ جب نظام عالم کا مترتب کرنیوالا کوئی نہیں تو یہ عالم کہاں سے ظہور میں آیا کیونکہ علت بدون معلول اور فعل بغیر فاعل ناممکن ہے

آخرکار ایک ایسے خدا کا وجود تسلیم کرنا پڑتا ہے جو تمام عیوب و نقایص سے منزہ اور تمام اوصاف اور ہر ایک قسم کی قابلیتوں۔ قوتوں۔ قدرتوں میں وحید اور فرد ہو اوس کا کسی شعبہ اور کسی نوع میں کوئی شریک نہ ہو چنانچہ اس مسئلہ کو کس خوبی سے اسلام نے حل کر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی اس اللہ پاک کا کسی قسم کا بھی شریک ہوتا تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر فلاسفر اور منطقی شخص کے سامنے منطقی پیرایہ میں پیش کیا جائے تو پہلے مقدمات ذیل کو ذہن نشین کرانا ہوگا۔

(۱) عالم میں گو بظاہر ہزاروں لاکھوں اشیا نظر آتی ہیں لیکن عالم ایک شئے واحد ہے اور یہ تمام اشیا اوسکی ذاتیات اور اجزا ہیں جسطرح انسان میں ہاتھ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ۔ اور بہت سے اندرونی اعضا موجود ہیں تاہم انسان ایک شئے واحد ہے۔

(۲) ایک چیز کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ علت تامہ کے یہ معنے ہیں کہ اوس کے وجود کے ساتھ بلا انتظار کسی اور چیز کے معلول وجود میں آ جائے اس لئے اگر ایک معلول کے لئے دو علت تامہ ہوں ایک بالکل بیکار ہوگی۔

(۳) خدا عالم کی علت تامہ ہے۔

اب استدلال کے مقدمات یہ ہیں۔ عالم ایک شئے واحد ہے اور شئے واحد کی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے عالم کی بھی دو علت تامہ نہیں ہو سکتیں۔ خدا عالم کی علت تامہ ہے اور علت تامہ متعدد نہیں ہو سکتی اس لئے خدا بھی متعدد نہیں ہو سکتا۔"

پس جس پاکیزہ عنوان سے خداوند عالم کو واحد محض اسلام نے بتلایا ہے اوس عنوان کی نظیر خود اسلام ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے اقرار و اعتراف کا دل پر جو اخلاقی اثر پڑتا ہے وہ بغیر توحید کامل کے پیدا نہیں ہو سکتا۔

اطاعت۔ انقیاد۔ خشوع و خضوع۔ توکل اخلاص کی حالت اوسی وقت دل پر طاری ہو سکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتوں۔ تمام ضرورتوں ساری امیدوں۔ کل خواہشوں کا کوئی ایک ہی مرکز ہے۔ انسان میں استقلال ارادہ۔ دلیری۔ بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔

غور کیجئے کہ جو شخص ایک کے سوا اور کوئی دوسرا بھی حاجت روا مانتا ہے اس کا سر ہر ایک آستانہ پر جھکنے کے واسطے طیار رہتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اوس درجہ مکمل نہیں ہو سکا ہے جس پایہ کا مضمون ہے تاہم غور کرنے اور سبق حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے۔

(ضیاء الاسلام مراد آباد)

مسئلہ سود پر مولانا شبلی نعمانی سے خط و کتابت

آجکل دُنیا میں جہاں اور ہزاروں طرح کی بدیاں و بیاہ کاریاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں یہ کوشش بھی برابر جاری ہے کہ کسی طرح مذہبی آڑیں ہمارے لئے وہ تمام باتیں جائز ہو جاویں جو اور قوموں کے نزدیک جائز اور حلال مطلق ہیں اس لئے کوئی صاحب تو یہ تجویز پیش کرتے ہیں نماز کمنی کی جاوے روزے اُڑائے جاویں قرآن کا کچھ حصہ نکالا جاوے حج کے بجائے دوسرے کام جائز قرار دئے جاویں پردہ کی رسم کو بالائے طاق رکھکر کھلے مُنہ ہوا کھانے کی اجازت دی جاوے۔ سود کو حلال کیا جاوے کیونکہ یہی ایک بڑا بھارا مسلمانوں کی نکبت و افلاس کا ذریعہ ہے۔ غرضیکہ جتنے مُنہ اُتنی باتیں ہیں سب کو قلم بند کر کے اُن پر خامہ فرسائی کرنا موجب طول طویل ہے بھلا کہاں سے ایسی فرصت لاویں جو اس کو نبھاویں۔ پیسہ اخبار میں آجکل سود کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے جس پر آئے دن مضامین نکلتے رہتے ہیں انجمن نعمانیہ کا فتویٰ شائع ہو گیا انجمن مستشار العلماء کے فتوے کا ابھی انتظار ہی دیکھئے وہ ٹولی کیا ارشاد فرماتی ہے مولوی نذیر احمد خان صاحب دہلوی ایل ایل ڈی بھی مجتہدانہ طور پر فیصلہ کر چکے اور اقرار کر چکے کہ مسئلہ سود مسلمانوں کی آنکھوں کا ٹینٹ ہے خیر اس پر تو کسی فرصت کے وقت میں ناظرین کی توجہ مبذول کرنے کے قابل ہو سکینگے فی الحال مولانا شبلی نعمانی ناظم ندوۃ العلماء کی جو رائے ہے وہ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ **غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے** مگر شرعی دلیل ہمارے خیال میں آپ کے پاس کوئی نہیں۔ مولانا سے جو کچھ ہماری خط و کتابت اس بارہ میں ہوئی ہے اُس سے ناظرین اچھی طرح حال معلوم کر سکینگے اور اُس نتیجہ پر پہنچ سکینگے کہ کیونکر ایسے وقت کسی ایسے وجود کی ضرورت ہے جو اسلام ہاں سچے دین کی رکھوالی کے لئے آوے کیونکہ اس کے اصولوں کو ملیامیٹ کرنے کی اب حد ہو گئی ہے دوست بن کر جڑوں میں پانی دینا سیکھنا ہو تو آں حضرات سے سیکھے جو فی زمانہ علماء کہلائے جاتے ہیں یا اصلاح کنندہ پہلے تو ہمیں ان علماء کی اس حالت پر رونا آتا تھا کہ اُنھوں نے صفات اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی صفات کو بھی شریک کر کے بڑے بھاری شرک کی بُنیاد ڈالی جس نے ایک عالم کو عیسائی بننے پر مجبور کیا اور سیکڑوں کو مرتد کرا دیا مگر مسئلہ سود کے ذریعہ جو ان حضرات نے اسلام پر بغلی گھونسے مارے ہیں وہ نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر اس وقت اپنے فضل و کرم سے اپنا موعود نہ بھیجتا تو نہ معلوم یہ حضرات اسلام کی کہاں تک نوبت پہنچانے کے لئے زور مارتے اب میں تمہید کو زیادہ لمبا کرنے کے بدوں ہی اصل خط و کتابت کو درج کرتا ہوں جس سے ناظرین بہت کچھ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

میرا پہلا خط (۱)

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم۔ واضح باد کہ چونکہ آپ نے روم مصر و شام کا سفر کیا ہے اور وہاں کے حالات آپ کے چشم دید ہیں۔ بنا بریں گذارش ہے کہ براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور سے اطلاع دیکر مشکور فرماویں۔*

(۱) کیا ترکوں اور مصریوں اور شامی مسلمانوں کے اپنے بینک ہیں یا نہیں؟ (۲) اگر بینک ہیں تو کیا اُن میں سود لینے دینے کا رواج ہے یا کہ نہیں؟ (۳) اگر سود لینے دینے کا رواج ہے تو کیا وہ مسلمان مالک بینک یا دوسرے مسلمان جو ان بینکوں سے سود کا لین دین جاری رکھتے ہیں کچھ اس کی حرمت و حلت پر بھی کبھی کچھ خامہ فرسائی کرتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور کہ کیا وہاں بھی انٹرسٹ اور ریوڈی پر کچھ طبع آزمائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں فقط خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

(۱) مولانا کا پہلا خط میرے خط کے جواب میں

مصر و شام بلکہ خود مکہ معظمہ میں سود کا لین دین عام طور پر جاری ہے لیکن اس کا نام بدل دیا ہے جسے **فائنس** کہتے ہیں میں نے خود بیت المقدس کی عدالت کی ایک ڈگری دیکھی تھی جس میں سود دلایا تھا۔ باقی رہا جواز و عدم جواز کی وجہ تو یہ بڑا لمبا قصہ ہے۔ **میں تو غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں**۔ میرا ایک رسالہ بھی اسپر ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ شبلی ۲۸ اگست ۱۹۰۶ء

میرا دوسرا خط (۲)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ ملا تھا اور اُسپر کچھ عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی اس لئے اب اُس عرض کو گذارش کرتا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں اور کہ میرا اسپر ایک رسالہ بھی ہے لیکن ابھی چھپا نہیں۔ چونکہ رسالہ چھپا نہیں اس لئے عرض کرنی پڑی کہ غیر اقوام سے سود لینا آپ کے نزدیک کس طرح شرعاً جائز ہے؟ میں آپ کی اس عنایت کا کمال مشکور ہوں گا اگر ایک مفصل خط میں اُن تمام دلائل سے جو سود کے غیر اقوام سے لینے کے متعلق ہیں اطلاع دیں۔ (خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی)

مولانا کا دوسرا خط

۹ نومبر ۱۹۰۶ء

مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے متعدد فتوے ہیں وہ نظر سے گذرے ہونگے۔ ان میں صاف جواز کو ثابت کیا ہے میرا رسالہ ابھی صاف نہیں ہوا کاتب لکھ رہا ہے طیار ہو لے تو شاید چھپنے کی نوبت آئے۔ **اصول یہ ہے کہ جس مُلک میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاہدات و معاملات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔ ہدایہ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ شبلی
ندوہ لکھنؤ

میرا تیسرا خط (۳)

جناب مولانا صاحب! تسلیم۔ جناب کا کارڈ پہنچا کمال مشکور ہوا۔۔۔۔
اس کارڈ میں جو جناب نے ایک اصل تحریر فرمایا ہے اُس کے متعلق کچھ تھوڑا سا دل میں وسوسہ پیدا ہو گیا ہے جو کانٹے کی طرح میرے دل میں کھٹک رہا ہے اگر اس کو بھی حل کر دیں تو بعید از عنایت نہ ہو گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کے بالکل صاف الفاظ سود کی ممانعت میں موجود ہیں جو کہ یہ ہیں **"احل اللہ البیع وحرم الربوا"** اسی کے مطابق ہم لوگوں کے رگ و ریشہ میں یہ بات پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا بالکل **حرام** ہے۔ آپ نے اپنے اصل میں ظاہر فرمایا ہے کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی **جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو اور قوموں میں جائز ہیں**۔
قطع نظر **لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی**

---

* اس سوال کے دریافت کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی تھی کہ اخبار وطن میں ڈپٹی سردار احمد صاحب نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ترکوں اور ایرانیوں کے ہاں سودی بینک جاری ہیں اور وہ سود کو لینے دینے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ یہ صرف آگاہی کے لئے تھا ورنہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے ترکوں شامیوں یا مصریوں کا رویہ ہمارے لئے اور ہر ایک مسلمان کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ منہ

الا یہ کہ یہ بات قابل گذارش ہے کہ یہ اصل صرف جواز سود کے لئے ہی ہے یا کہ دوسرے اوامر و نواہی قرآن کے متعلق بھی؟ یعنے اگر کوئی من چلا اس اصول کو مدنظر رکھکر نماز سے روزہ سے یا حج و زکواۃ سے انکار و فرار کر دے تو کیا کوئی اُس کے لئے تسلی بخش جواب موجود ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہے تو کون سا اور کیا؟ نیز یہ بتلاویں کہ اُس کے جواز (سود کے اور اس کے (یعنے ترک نماز روزہ وغیرہ) عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ اور اگر یہ اصول صرف جواز سود کے لئے ہے تو اسپر شرعی دلیل کیا ہے؟ جس حالت میں کہ احل اللہ البیع و حرم الربوا* کا صاف مفہوم اور صریح حکم موجود ہے جس کا موٹی عقل والا بھی مطالب سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ اصول درست ہے تو کیا مندرجہ ذیل کا امور کرنیکے لئے مسلمان تیار ہو جاویں یعنے اُن کو ذیل کے کام کرنے سے کون سی بات مانع ہے۔

(ا) بعض قوموں کے نزدیک اس حالت میں کہ اولاد نہیں ہوتی یا صرف لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا نہیں ہوتا یا شہوت فرو کرانے کی ضرورت درپیش ہے یہ امر جائز قرار دیا گیا ہے کہ اپنی عورت کو دوسروں کے پاس اولاد حاصل کرنے یا شہوت فرو کرانے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب بھی گردانا و مانا گیا ہے کیا مسلمان اس ملک کے محض اس لئے کہ اُن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ کام جسکا نام اس کو جائز قرار دینے والی قوم کے نزدیک "نیوگ" ہے جائز ہو گا؟ (ب) ایسا ہی بعض کے نزدیک شراب پینا اور شراب میں ڈبل روٹی بھگو کر جب تک ایک نو مُرید معہ بزرگان دین کے اُس کو کھا پی نہ لیں دینی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا مسلمان اُن ملکوں کے جس میں اُن سے احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی اُن کے لئے بھی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو جائینگے؟ (ج) ایسا ہی بعض کے نزدیک ہر قسم کے سوئر خواہ کالا ہو خواہ سفید سبز ترکاریوں کی طرح ہیں تو اُن مسلمانوں کے لئے جن سے احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ حرام مطلق حلال محض ہو نگے؟ (د) ایسا ہی بعض کے نزدیک یعنے اُن کے عقائد کے رو سے انسانوں کو خدا بنانا اور پتھر پرستی کرنا یا خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرنا جائز مانا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان جن سے اُن کے ملکوں میں (جہاں وہ سکونت رکھتے ہیں اور اسلامی حکومت نہیں ہے) احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی یہ معاملات و معاہدات جائز ہو نگے؟ غرضیکہ میری سمجھ ناقص میں اگر یہ اصول جواز سود کے لئے صحیح مانا جاوے تو مذکورہ بالا تمام معاملات و معاہدات مسلمانوں کے لئے جائز و موجب ثواب ہو جاتے ہیں۔ غور فرماویں کہ ہندوستان۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریلیا۔ آسٹریا۔ روس وغیرہ میں اسلامی سلطنتوں میں احکام شرعیہ کی پابندی جبراً نہیں کرائی جاتی تو ان سلطنتوں کے رہنے والے مسلمان اس طرح پر مذہب و ملت یعنے احکام شرعیہ کی عدم پابندی کے مجاز ہیں؟ براہ مہربانی مفصل کیفیت یعنے جواب باثواب سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور فرماویں ...... خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی۔

مولانا کا تیسرا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ قرآن پاک میں ربوا کا لفظ ضرور آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن اسقدر کہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے۔ اس بنیاد پر سود کے متعلق جس قدر تفصیل احادیث سے ثابت ہو گی وہی حرام ہو گی۔ آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں وہ قیاس مع الفارق ہے میں نے جو اصول لکھا ہے وہ صرف اُن معاملات سے متعلق ہے جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ۔

آں حضرت (صلعم) جب مکہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو اجازت دی کہ وہ فتح روم پر بازی لگائیں چنانچہ وہ کئی اونٹ جیتے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مکہ میں اُس وقت تک اسلام جاری نہ تھا۔

غرض جن ممالک میں اسلامی احکام جاری نہیں ہیں وہاں ان معاملات میں جنکا تعلق دوسروں سے مجبوراً پڑتا ہے اُسی طرح معاملہ کرنا ہو گا جس طرح دوسری قومیں کرتی ہیں۔ شراب پینا یا دوسرے کو اپنی بیوی سپرد کرنا ذاتی معاملہ ہے کسی دوسرے سے اس کا تعلق جبر یہ نہیں ہو سکتا یعنے دوسرا شخص اسپر مجبور نہیں کرتا۔ یہ میری ذاتی رائے نہیں بلکہ درمختار وغیرہ سے تمام کتابوں میں لکھا ہے۔ والسلام

شبلی ۱۹ نومبر ۱۹۰۶ء

میرا چوتھا خط

(۴)

جناب مولانا المکرم۔ السلام علیکم۔ آپ کا مجھکو ملا چونکہ جیسے تسلی کی تمنا تھی حاصل نہ ہو سکی اس لئے کچھ اور عرض کرنی تھی مگر کم فرصتی مانع رہی جو کہ اب پورا کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ کا پہلا کارڈ جو مجھکو ملا تھا اُس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ میں غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز سمجھتا ہوں جسپر مَیں نے عرض کی تھی کہ آپ سود لینا غیر اقوام سے شرعاً جائز سمجھتے ہیں تو اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے عنایت فرمائیے جس کا جواب جناب کی طرف سے یہ ملا تھا کہ مضمون تفصیل طلب ہے خط میں ادا نہیں ہو سکتا۔ شاہ عبدالعزیز کے متعدد فتوے ہیں اور اُن میں جواز ثابت کیا گیا ہے اور کہ اصول یہ ہے کہ جس ملک میں احکام شرعیہ میں پابندی جبراً نہیں کرائی جا سکتی وہاں وہ معاملات و معاہدات جائز ہو جاتے ہیں جو دوسری قوموں میں جائز ہیں اس اصول پر جو کچھ میں نے عرض کی اور اُس کے جواب میں جو کچھ جناب نے ارشاد فرمایا اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سود کا غیر اقوام سے لینا شرعاً جائز ہونے کی دلیل جناب کے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور پیش کرتے کیونکہ میری منشا اُس طول طویل و مسلسل خط و کتابت سے بجز اس کے اور کیا تھی اور اب تک ہے کہ یہ اصول (جو آپ نے تحریر فرمایا ہے) درایت و روایت کے لحاظ سے محض غلط ہے آپ فرماتے ہیں کہ اس اصول کی منشا صرف یہ ہے کہ جن میں دوسروں سے ضروری تعلق ہے مثلاً خرید و فروخت وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک خرید و فروخت وغیرہ بغیر سود لینے دینے کے چل نہیں سکتی حالانکہ یہ اصول بہ مذاہب باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام میں اکثر سوداگری پیشہ ہی تھے بعد نزول آیت الربوا کے بھی وہ سوداگری کرتے رہے مگر سود لینا دینا قطعاً بند کر چکے تھے علاوہ ازیں جس طرح شراب پینا یا دوسرے سے نیوگ کرانا ذاتی معاملات کے سبب جبراً نہیں کیا کرایا جا سکتا ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ بھی جبراً نہیں کرائی جا سکتی

---

* اس خط و کتابت میں ابتدا ء چونکہ حتی الوسع اختصار پر کفایت کی گئی ہے اس لئے صرف یہ ایک ہی آیت ضبط تحریر میں لائی گئی تھی۔ منہ

* دیکھا ناظرین! یہ ہیں آج کل کے علماء کی چالیں پہلے تحریر فرماتے ہیں کہ غیر قوموں سے سود لینا شرعاً جائز ہے اور اُس کے لئے اصول اختراع کیا کرتے ہیں مگر معقول گرفت کی جاتی ہے تو اُس کو محدود کرتے ہیں مگر پھر بھی شرعی دلیل کوئی نہیں پیش کرتے۔ ہماری تو سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ اصول صرف خرید و فروخت تک کیوں اور کس دلیل سے محدود ہو سکتا ہے؟ اگر محدود نہیں ہے تو اس ملک میں زنا کرنا شراب پینا وغیرہ ترک صوم صلوٰۃ سب کچھ جائز ٹھہرتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اسکے جواز اور سکے عدم جواز کا راز مولانا فاش کر دیتے۔ منہ

اگر فرماویں کہ ایک سوداگر کو دوسرے سوداگر سے بعض اشیاء کا لینا ضروری ہوتا ہے تو عرض ہے کہ یہ ضرورت صحابہ کو بھی لاحق ہوتی تھی جنھوں نے ربوا کو بھی چھوڑا اور سوداگری کو بھی جاری رکھا پھر آپ فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک میں ربا کا لفظ بے شک آیا ہے لیکن اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی احادیث میں کسی قدر تفصیل ہے لیکن معتدکہ حضرت عمرؓ اکثر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا لیکن یہ نہ بتا گئے کہ "سود کن کن حالتوں میں حرام ہے" اسپر عرض ہے کہ اگر قرآن نے ربوا کی کچھ حقیقت نہیں بیان فرمائی تھی اور نہ حدیث میں اس کی کافی تشریح تھی تو صحابہ کرام نے کس بناپر ربوا کو چھوڑا اتفاحبس کا لازمی نتیجہ آج تک ہم لوگوں میں پشت بہ پشت یہ چلا آتا ہے کہ سود کو حرام مطلق خیال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک ایک شخص ایک کو بُرا نہ سمجھے اور اُس کی بُرائیاں اُس کو نہ سمجھائی جاویں وہ اُس بدی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر کیا وجہ تھی کہ باوجودیکہ قرآن میں اس کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی اور احادیث میں کافی اس کی تشریح نہیں کی گئی اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا یہ ایمان تھا (بقول آپکے) کہ آں حضرت صلعم نے نہیں بتلایا کہ سود کن کن حالتوں میں حرام ہے صحابہ نے کیوں اس کام کو چھوڑ دیا؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے قرآن میں جسقدر سود کی حقیقت و تشریح کی ضرورت تھی مذکور ہے آپ غور کرتے تو ضرور مل جاتی خیال فرماویں کہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "یا ایها الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة واتقوا الله لعلکم تفلحون" دوسری جگہ فرمایا کہ "وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند الله وما اتیتم من زکوٰة تریدون وجه الله فاولئک هم المضعفون" تیسری جگہ فرمایا کہ "یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون"

اب خود ہی غور فرماویں کہ اس سے بڑھکر اور کس حقیقت کی ضرورت درکار ہے جو قرآن بیان فرماتا؟ اگر فرماویں کہ اس میں اس قدر حقیقت بیان نہیں کی جسقدر ضرورت تھی تو عرض ہے کہ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله کیوں فرمایا جس حالت میں کہ اُن کو اس کی حقیقت ہی معلوم نہیں؟ رہا حضرت عمرؓ کا قول سو اُس کے بارہ میں عرض ہے کہ اول تو قرآن کی آیات بینات کے سامنے کسی دوسرے کا قول قابل سند نہیں ہو سکتا۔ دوم حضرت عمرؓ وہ شخص ہے جو حسبنا کتاب اللہ کہنے کا مدعی تھا سوم اُس قول کا ماخذ یہ نہیں جو آپ نے فرمایا ہے اُس سے اگر کچھ نکلتا ہے تو یہی کہ سود کو چھوڑ دیں" غور کریں ابن ماجہ میں حضرت عمرؓ کے قول کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ "وان اخر ما نزلت آیت الربا وان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبض ولم یفسرها لنا فدعوا الربا والریبة یعنے آخری وحی جو نازل ہوئی وہ ربا کی آیت ہے پس ربا و ریبہ چھوڑ دو"

اب کون ایسا دل و گردہ والا ہے کہ ان الفاظ سے یہ نتیجہ اخذ کرسکے جو جناب نے اخذ کیا ہے؟

٭ حدیثوں کے متعلق سیرۃ النعمان حصہ دوئم میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حدیثوں کے سُنانے اور قلم بند کرنے کو صاف صاف منع فرماتے تھے پس جس حالت میں کہ قرآن میں اُس کی حقیقت نہیں۔ احادیث سُنانے کا حکم نہیں تھا کیونکر مسلمان سود کے حرام ہونے کے قائل ہو گئے اور کیونکر قرآن اولےٰ کے مسلمانوں نے اس امر کو چھوڑا تھا جس کا اثر آج تک ہم لوگوں تک پہنچا ہے فتدبر ولا تکن من الغافلین۔ منہ (یہ نوٹ پہلے خط میں نہیں ہے)

علاوہ بریں اگر سود کی آیات سُنا کر آں حضرت صلعم کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ اُس کی تفسیر کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شریعت حقہ کی تبلیغ جیسی آں حضرت صلعم کو کرنی تھی نہیں کی اور کہ شریعت آں حضرت صلعم کے ذریعہ کامل نہیں ہوئی بلکہ نامکمل ہونے کی حالت میں آں حضرت صلعم نے انتقال فرمایا حالانکہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کا جو کچھ ماخذ ہے اُس سے تکمیل شریعت ثابت ہوتی ہے پس کس طرح یہ دلیل قابل صحت ہو کر آں حضرت صلعم صرف الربوٰا سُنا کر چل دیئے اور یہ نہ بتلا گئے کہ الربوٰا کہتے کس کو ہیں۔ مزید براں احادیث پر جب غور کیا جاتا ہے تو اُس میں جس کثرت سے ربا کی تشریح اور حقیقت بتلائی گئی اور ممانعت فرمائی گئی ہے کہ اُس کا اس جگہ نقل کرنا موجب طول طویل ہے اور کہ اگر اُس حدیث پر بھی غور کی جاوے کہ جس میں حجۃ الوداع کے خطبہ کے متعلق ذکر ہے تو اُس میں بھی پہلے سود ہی کا ذکر کرکے آیت قرآنی سے استدلال کرکے اُس کی ممانعت کو ثابت کیا گیا ہے چنانچہ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "عن سلیمان ابن عمرو عن ابیه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجة الوداع یقول الا ان کل ربا من ربا الجاهلیة موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم الحارث بن عبد المطلب ..... قال اللهم هل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللهم اشهد ثلاث مرات" یعنے سلیمان بن عمروؓ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دیکھو! ہر ایک ربا ربائے جاہلیت کا موقوف کیا جاتا ہے ہاں راس المال لینے کا حق تمہیں ہے نہ تم دوسروں پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ دیکھو! ہر ایک خون جاہلیت کے خون سے موقوف کیا جاتا ہے اور پہلا خون جسکو میں موقوف کرتا ہوں حارث بن عبد المطلب کا خون ہے۔ .... اسکے بعد آپ نے پکار کر فرمایا کہ کیا تم نے لوگوں تک پیغام پہنچا دیا ہے سب نے کہا ہاں اور تین دفعہ آپ نے یونہی پکارا اور یہی جواب کل حاضرین نے آپ کو دیا۔ اسکے بعد آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ یعنے اس بات پر کہ میں نے ان لوگوں کو پیغام پہنچا دئے ہیں اور یہ اسکا اقرار کرتے ہیں۔ حدیث کے یہ الفاظ ابو داؤد سے لئے گئے ہیں جہاں سے آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں اب اس حدیث سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ربوا کی حقیقت سمجھکر ہی صحابہ نے ربو کو چھوڑا تھا کیونکہ یہاں صحابہ کو یہ اقرار ہے کہ جو پیغام لیکر آپ آئے تھے آپ نے ہم کو پہنچا دئے اور ہم نے اُن کو سمجھ لیا ہے اور سمجھکر ہی اُنپر عمل درآمد کیا ہے یعنے کل اوامر و نواہی سے ہم کو پوری واقفیت و آگاہی ہو چکی ہے پھر بتلائیے کہ کیونکر کوئی مسلمان باوجود ان دلایل کے جواز سود کا قائل ہو سکتا ہے؟ اگر باوجود ان براہین ساطعہ کے اب بھی آپ کے نزدیک غیر اقوام سے سود لینا شرعاً جائز ہے تو خاکسار اُن دلایل کے سننے کا اب تک محتاج ہے آپ براہ مہربانی اُن دلائل سے اس خاکسار کو آگاہ فرماویں ہاں یہ بات الگ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو روپیہ عطا کیا ہے اور آپ اُسکو اس راہ سے ترقی دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں کوئی آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ شرعاً جائز ہونے کا ارشاد فرماوینگے تو اُس کا ضرور بالضرور آپ کو ثبوت قرآن و حدیث سے دینا پڑے گا کیونکہ مسلمانوں کے یہ بات رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق ہیں جیسا کہ حدیث ذیل خاص گواہی دیتی ہے کہ "لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهده" پھر کس طرح سے مسلمان اسکے جواز شرعاً کے قائل نہ ہوں والسلام خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

اس خط کا جواب آج تک مولوی صاحب نے بالکل نہیں دیا۔

دخاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی ۱۰ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء

حضرت عیسیٰ کی وفات پر ایک اور شہادت

ابن جریر کی ایک روایت کہ حضرت عیسیٰ مر گئے

اسلامی دنیا کیا بلکہ یورپ امریکہ کی کتاب خوان دنیا بھی ابن جریر علیہ الرحمۃ کے نام سے واقف ہے۔ کیونکہ آپ کی کتابیں نہایت عزت کے ساتھ اُن ممالک میں چھاپی جاتی اور شایع کیجاتی ہیں۔ ابن جریر تیسری صدی کے ایک بڑے مفسر اور مشہور مورخ مجتہد مطلق گذرے ہیں اور صاحب علوم مذہب اسلامیہ میں آپ کا ایسا رتبہ تھا اور لوگ یہانتک آپ کے قایل ہوئے کہ ایک خاص فرقہ آپ کے نام پر جریریہ کہلاتا تھا۔ اہل حدیث کے نزدیک آپ سب سے بڑھکر قابل اعتبار مفسر قرار دیئے گئے ہیں ایک ضخیم تفسیر قرآن شریف اور ایک ضخیم کتاب تاریخ کی آپ کی تصانیف میں سے بہت کثرت سے چھاپی اور پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ جلد دوم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق ایک روایت لکھی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ اس جگہ ہم یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ یہ روایت صحیح ہے یا اس پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ یہ غلط ہو یا صحیح ہو۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں ایسی روایات کا ایک ایسے بزرگ عالم کی قلم سے نکلنا اور اس کثرت سے شایع ہونا اور اُس پر کسی مسلمان عالم کا اظہار مخالفت نہ کرنا اس امر کو پایۂ ثبوت پر پہونچاتا ہے کہ اُس وقت تک جب یہ کتاب شایع ہوئی مسلمانوں کے علماء سب کے سب نہیں تو اس کثرت کے ساتھ وفات مسیح کے قایل تھے۔ کہ اس کے برخلاف قلم اٹھانا کسی نے ضروری نہ سمجھا۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عیسےٰ کے مرجانے کا قایل ہونا کوئی ایسا امر نہ تھا جس کیوجہ سے وہ باہمی اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اور وہ اس زمانہ کے علماء کی طرح حضرت عیسےٰ کے ایسے شیدائی نہ تھے۔ کہ اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو خود ہی کہتے پھریں کہ وہ فوت ہوگئے اور اگر حضرت عیسےٰ کے متعلق کوئی کہے۔ کہ وہ مرگئے تو جھٹ اپنے کفر کے بقچہ کو کھولکر سارے کا سارا اس پر اُلٹ دیں اور ایسے نیلے پیلے ہو جاویں گویا عیسےٰ ہی ان کا خدا ہے۔ اور اس کے مرنے سے وہ نابود ہو جاویں گے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بزرگ مصنف تیسری صدی میں گذرے ہیں۔ اور تین ہی صدیاں قرون اولیٰ میں داخل ہیں اور ان کے بعد فیج اعوج ہے جو تفسیریں فیج اعوج میں لکھی گئیں اُس کی روائتیں اس کے مقابل پر کوئی قدر نہیں رکھ سکتیں۔ اب ہم اصل روایت بمعہ ترجمہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

عن ابن سلیم الانصاری ثم زرقی قال کان علےٰ امرأۃ منا نذرٌ لتظہرن علی راس الجماء جبل بالعقیق من ناحیۃ المدینہ قال فظہرت معہا اذا استوینا علی راس الجبل اذا قبر عظیم۔ علیہ حجران عظیمان حجر عند راسہ وحجر عند رجلیہ فیہما کتاب بالمسندۃ لا ادری ماہو فاحتملت الحجرین معی حتی اذا کنتُ ببعض الجبل منہبطا ثقلا علی فالقیت احدہما وہبطت بالاخر فعرضتہ علی اہل السریانیہ ہل یعرفون کتابہ فلم یعرفوہ وعرضتہ علےٰ ما یکتب بالزبور من اہل الیمن ومن یکتب بالمسند۔ فلم یعرفوہ قال فلما لم اجد احدا من یعرفہ القیتہ تحت التابوت لنا فمکث سنین ثم دخل علینا ناس من اہل ماہ من الفرس یبتغون الخرز قلت لہم ہل لکم من کتاب فقالوا نعم فاخرجت الیہم الحجر فاذاہم یقرؤنہ فاذا ہو بکتابہم

ھذا قبر رسول اللہ عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام ارسل الی ھٰذہ البلاد۔ فاذاہم کانوا اہلہا فی ذٰلک الزمان نات عندہم فدفنوہ علےٰ راس الجبل۔

"ترجمہ۔ ابن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ ہماری مستورات میں سے ایک عورت نے جبل جما پر جانے کی نذر مانی تھی اس وجہ سے مجھے بھی اس کے ساتھ اس پر جانیکا اتفاق ہوا۔ جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔ جس کے دونوں طرف یعنے سر اور پاؤں کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔ جن پر کچھ لکھا تھا۔ چونکہ میں اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا۔ ان دونوں پتھروں کو اپنے ساتھ اٹھا لیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے میں نے ایک کتبہ کو اترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔ دوسرا کتبہ جو میں ساتھ لایا تھا یعنے اپنے ہاں کے سریانی عالموں اور اسیطرح بعد ازاں اہل یمن کے زبور نویسوں کی خدمت میں پیش کیا اور اس وجہ سے کہ ان میں سے اس کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر میں کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے یہاں ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتوں ہی باتوں میں اس کتبہ کا ذکر اذکار آگیا تو میں نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسےٰ بن مریم رسول اللہ عم کی قبر کا کتبہ ہے۔ جو ہمارے بلاد میں رسول کر کے بھیجے گئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انکو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے۔ کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی
یہ حضرت عیسےٰ کی قبر ہے۔ جو ان بلاد میں رسول بھیجے گئے تھے۔ (بدر)

تبصرہ جلد منگالو

تبصرہ کو بصورت اشتہار جیسا کہ حضرت اقدس کی منشا ہے عام نظرگاہوں وغیرہ پر لگوانے اور عام مشتہر کرنے کے لئے چھاپا ہے۔ ذیل کے نرخ سے مل سکتا ہے۔ قیمت ۱۰۰ اشتہار عہ قیمت ۵۰۰ اشتہار للعہ قیمت ۱۰۰۰ اشتہار سے۔ ۱۰۰ سے کم قیمت فی پرچہ ۱ر کے حساب چارج ہوگی محصولڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست بنام منیجر الحکم قادیان۔

نظم

ابتدا سازم بنام پاک رب العٰلمین — مبتلا مانند زبان در وصف ختم المرسلین
حبذا طالع بدنیا یافتم دار الامان — ہاتف غیبی دہد مژدہ جنان القادیان
مہدی دین محمد جلوہ فرما بر زمین — نوبتے آمد کہ از حالات عشق المسلمین
دولت وارثین برما شد عیاں زستتر — مدتے دیریں پسے از پیش گوئی معتبر
کاشف الاسرار ماکان المعاد المبین — والی مرزا غلام احمد مسیح الصدق دین
بلغ اللہم رحمت خاص برآں پاکذات — آنکہ بکشتابہ مسلمان را باب نجات
یاور یاراں دینی صاحب والاہم — منتخب نفسے بہ تخصیص الجمال والشیم
رونق راہ ہدایت بیکساں را دستگیر — خوئے آں کنز الکرامت محرم روشن ضمیر
نائب دین محمد قاضی حاضر جواب — نطقہٗ بحر الدلالت قبلۂ ام الکتاب
وارث شرف پیمبر بہ خلایق برترین — گفت مولٰی کانش من ہاشم یا رب مجنبین
رحمتے رحمٰن بر انسان نازل رجال — مرہم مجروح دل صاحبدلان عاشقاں
مرحبا اے شوکت انسان آدم راجگر — باخلف ہمچوں مشرف چوں نباشد بوالبشر
حجت عیسٰے بدست و مثل روح اللہ را — تافرو بر و ند یک عالم بجو د افواہ را
مقبض ہر مدعی ہر مقتدی را پیشوا — لا اُبالی از ہمہ موجود الا ما سوا
داور دیوان حق فعل شرارت را علیم — ماحی راہ ضلالت در صراط مستقیم
افسر فوج شریعت اختر برج نیر — دعوت اسلام تا مشرق بمغرب مشتہر
حادی کامل کہ بر ادیان ہر اقوام را — صدق را صادق بود ناسخ ہمہ اوہام را
مظہر نوری بشکل الشرف ایں ناسوت را — بلبلے ترنم کناں از روضۂ لاہوت را
دار و سے بنواز اے ہر زخم با لمن طبیب — کر بطفیلش تا شفائے سرمدی باشد نصیب
یا الٰہی دہ مرا توفیق قبل انہدام — پاک کن چشم بدیدار مشرف السلام

مخلوط وصف پاک بمولا تو چوں شدی
احمد کبیر نور محمد احمدی

(سپینے الراقم خاکسار اے۔ کے۔ نور محمد احمدی مقام نمبر ۴۳ منٹگمری اسٹریٹ رنگون)

غزل از اکبر نجیب آبادی

مندرجہ ذیل غزل اکبر صاحب نے اسوقت ارسال کی تھی جبکہ آپ نجیب آباد سے آج کا مندوں میں سے ملکی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

باغ جہاں سے رتبہ میں کم قادیاں نہیں
میں حال دل کہوں تو کہوں کس سے آجکل
لکھسر گئے ہیں ڈاکٹر عبدالحمید خاں
کیا لطف شعر گوئی ہو حاصل مجھے یہاں
ای بزدلو جو ہوسکے تم سے وہ کر دکھاؤ
غرّاتے ہیں مگر نہیں کر سکتے کچھ بھی یہ
جینے کا اوسپہ اڑ کی پہونچنا محال ہے
ہم ایک کے عوض میں سناتیں ہیں دو کو سو
ترکی بترکی چاہیں تو دیسکتے ہیں جواب
شہزادے سے یہ علم کے اکبر سبق ملا

بدبخت وہ جو شایق دار الاماں نہیں
ہمدرد کوئی شہر میں اسرار داں نہیں
عبدالعلیم خاں ہی تو اکبر یہاں نہیں
موجود جبکہ مضطر جادو بیاں نہیں
مجھکو تمہارے ہاتھ سے خوف زیاں نہیں
ان بزدلوں میں شرم کا نام نشاں نہیں
یہ آسماں ہے گھر کا ترے سائباں نہیں
اوسکی بھی کیا زباں ہو ہماری زباں نہیں
لیکن ہمیں تو حکم امام زماں نہیں
ایام آشتی میں یہ وقت سناں نہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو حسب معمول سابق ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ بقایا اور ۱۹۰۸ء کی سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا جائیگا۔ جو خریدار کسی وجہ سے ۱۰ دسمبر کا الحکم وی پی وصول نہ کر سکتے ہوں **اُن کو ضروری** ہے۔ کہ وہ ۸ دسمبر تک اطلاع دیں۔ کہ اُن کے نام کس تاریخ کا الحکم وی پی کیا جائے۔ تاکہ مطبع واپسی وی پی کی زیر باری سے محفوظ رہے۔ یاد رہے کہ اس کے سوا الگ اطلاع اور نہیں کیجاویگی۔ ایڈیٹر

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو مل سکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اُتارنے اور اُن کے لئے جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اس قدر تعداد سے اطلاع دیں۔ جس قدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع فرمادینگے۔ اور اس طرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی **یاد رکھیں** کہ جو احباب قادیان آئیں **وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں** لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ **مہمان خانہ** میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

قرآن شریف سے آنحضرت صلعم کی شفاعت کا ثبوت

قرآن شریف میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارہ میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ ترجمہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایکدم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہ کا خس و خاشاک بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے

جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلعم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے یہانتک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپکے ساتھ ہو جاتا ہے وہ آلہی نور جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور اس کے ہر ایک عضو میں سے **محبت الٰہی کا نور چمک اٹھتا ہے**۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے **آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اس کے دل سے کوچ کرتی ہے** یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ آئندہ گناہ کی طاقت اس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی نسبت اللہ تعالےٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے **حبّب الیکم الایمان وزیّنہٗ فی قلوبکم وکرّہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان**

یعنے خدا نے پاک روح نازل کرکے ہر ایک نیکی تمہیں پیاری لگائی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ وہ ایک **پاک معرفت** ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک و شبہ کی نہیں۔ اور وہ ایک **پاک محبت** ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں اور وہ ایک **پاک لذت** ہے جو تمام لذتوں سے بڑھکر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں۔ اور وہ ایک زبردست کشش ہے۔ جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور وہ ایک **قوی الاثر تریاق ہے** جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے۔ مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پاکر اس کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ اس جگہ میں نقب زنی سے پکڑا جاؤں گا۔ تو وہ ہرگز اس بات پر جرات نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جاوے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں۔ ان کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا۔ ایسا ہی مثلاً اگر ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اس کھانے کے نزدیک نہیں آتا۔ پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کرلے تو کبھی اس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہذا یہ امر قابل تسلیم ہے۔ کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جاوے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے۔ تو بلاشبہ انسان بعد اس علم کے گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا۔

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ ہے۔ کیا عقل وہ ذریعہ ہو سکتی ہے تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جبتک کوئی آسمانی مددگار نہ ہو۔ کیونکہ دل میں یہ یقین ہو تا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا۔ یہ **یقین کامل طور پر اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا** ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا اس لئے اس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے۔ صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں بڑا فرق ہے۔ یعنے جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہیئے کے مرتبہ پر آکر ٹھیر گیا ہے پھر اور اسکے آگے اسکی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اس شخص کی مانند نہیں علم کے رو سے ہرگز نہیں کہ جو اس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہی کہتا کہ ہونا چاہیئے بلکہ اس نور کی شہادت سے جو اسکو دیا گیا ہے محسوس بھی کرتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور سے خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اسکی ذہنی اور عقلی قوائے بھی بہت تیز ہو جاتے ہیں کہ اسکا قیاسی استدلال بھی اعلیٰ درجہ اعلیٰ ہوتا ہے۔

تازہ الہامات

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء ۔ ۱ ۔ بلاء ناگہانی
۲ ۔ ایک عربی لفظ بجفری الہام ہوا جس کے معنے ہیں تو اُن کی چیخیں سنے گا ۔ ۳ ۔ یا اللہ فتح ۔
۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء ۔ اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ ۔ ترجمہ
(۲) ۔ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے فریب سے میدان مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کریگا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کا سوال

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تجارتی کمپنی کے عنوان سے جو آرٹیکل میں نے لکھا تھا۔ اُس نے قرآن مجید کے ترجمہ کی اشاعت کے سوال کو زندہ کر دیا اور دبی ہوئی آرزو میں نئی جان ڈالدی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس ضرورت کو کس حد تک محسوس کیا جاتا ہے میرے پاس جو خطوط آئے ہیں اُن میں سے ایک ہی بزرگ کا خط میرے لئے پورے اطمینان اور تسلی کا موجب ہوا ہے میں اس کے اخلاص اور محبت پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کام کو اٹھانے کا اگر بوجھ اُٹھائیگا تو کر گذریگا ۔ اس بزرگ کا نام چوہدری رستم علی ہے ان کا نام دیدینا ہی اس امر کی گارنٹی سمجھنا چاہیے کہ وہ اس سلسلہ کی ضروریات اور خدمت کے لئے کس طرح پر وقف ہے۔

چوہدری صاحب خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس تجارتی طریق پر روپیہ جمع کر لینے کا یقین رکھتے ہیں اور وہ یقیناً جمع کر سکتے ہیں ایسا ہی میرے ایک اور مکرم اور مخلص دوست ہیں جن کا نام میں اس وقت مصلحتاً ظاہر نہیں کرتا اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی حمائل شریف کیلئے چار سو یا پانچسو کاپیوں کے خرید لینے کے ذمہ دار ہیں اور اُنکا روپیہ بھی پیشگی دیدینے کی سعی کریں گے۔

بہرحال ایسے بزرگ قوم میں موجود ہیں اور یہ کام فی الحقیقت ضروری اور نہایت مفید ہے چونکہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کی صورت تجارتی صورت ہے اس لئے قوم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے ۔ جن بزرگوں نے مجھے اس تحریک میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے انھوں نے اس کام کا تخمینہ [illegible] اس لئے بجائے فرداً فرداً جواب دینے کے میں اخبار میں اس سوال کو حل کر دینا چاہتا ہوں ترجمہ کے لئے فی الحال جیسا کہ میں نے تجویز کیا ہوا ہے یہی ہوگا کہ شاہ عبد القادر [illegible] مرحوم یا شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ترجمہ ہوگا اور اس کے اُن مقامات پر جہاں کوئی امر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے خلاف ہوگا نوٹ کے ذریعہ اصلاح کی جاویگی اور ایسا ہی بعض مشکل مقامات کو بذریعہ نوٹ صاف کیا جاویگا ۔

ترجمہ کے اول ایک فہرست مضامین کی ہوگی جو نہایت محنت اور کوشش سے طیار ہوگی اور یہ فہرست سلسلہ کی ضروریات اور صداقت اسلام کے پہلو کو مدنظر رکھکر طیار کرنی پڑے گی۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اس عنوان کے ضمن میں اُن آیات کا حوالہ دیا جاویگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلائل ہیں یا ضرورت نبوت کا عنوان ہوگا ۔ یا قیامت ۔ ملائکہ ۔ قرآن کریم کی ضرورت ۔ معجزات کی حقیقت ۔ احیاء موتی کی حقیقت ۔ مُردے واپس نہیں آتے ۔ وفات مسیح ۔ ابطال الوہیت ۔ رد کفارہ ۔ رد تثلیث ۔ قدامت روح و مادہ کا رد غرض اس قسم کے ضروری عنوانوں پر مشتمل وہ فہرست ہوگی جو ہر ایک مناظر اور ہر مسلمان کیلئے ہر وقت ایک مفید حربہ ہو سکتی ہے ایسا ہی میں

چاہتا ہوں کہ اس حمائل پر ریفرنس ہو ریفرنس والی حمائل یا قرآن مجید آجتک چھپا ہی نہیں گیا اگرچہ یہ کام بھی محنت طلب ہے مگر خدا تعالیٰ کے محض فضل کی بات ہے کہ میرے پاس اس کا قریباً مکمل میٹیریل موجود ہے اور میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ عطیہ مجھ کو حضرت حکیم الامۃ سے ملا ہوا ہے خود حضرت حکیم الامۃ نے اپنی حمائل شریف جس پر [illegible] آپ نے درس دیا ہے اور اُس پر ریفرنس لکھا ہے میری درخواست پر محض عطا فرمائی تھی جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ اور ایسا ہی اس حمائل شریف کے ساتھ صرف وہ لغات القرآن ہو جو بخاری نے لکھی ہے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسے دیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر نامکمل ہے مگر خدا تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی تکمیل کا سامان بھی ہو چکا ہے اس طرز کی حمائل شریف بالکل نرالی اور مفید حمائل شریف ہوگی ۔ اس کی اشاعت کیلئے کم از کم تین مصحح [illegible] ایک جید اور مسلم فاضل مولوی صاحب ہونگے ۔ ان کو کم از کم قریب ڈیڑھ سال تک کام کرنا ہوگا ۔ نوٹوں کی ترتیب اور فہرست کی طیاری اور ریفرنس اور لغات القرآن کی تکمیل کے لئے مجھے بھی پورا وقت اُن کے ساتھ دینا پڑیگا ایسی حالت میں ایک مستقل ایڈیٹر جو وہ سب ایڈیٹر کے علاوہ اخبار کے لئے مجھے رکھنا پڑے گا نوٹوں کی ترتیب بہت مشکل کام ہے مگر اس میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ جن مقامات پر نوٹ لکھے جائینگے اس مقام کے حسب حال حضرت اقدس کی جو تحریر ہوگی اُسی کو مقدم کر کے لکھا جاویگا ۔ ایسا ہی کسی مشکل مقام کی شرح میں حضرت اقدس کی تحریر کو درج کرنا بھی ضروری ہوگا ۔ اور یہ ایسی محنت کا کام ہے کہ حضرت اقدس کی کُل تحریروں اور تقریروں کو زیر نظر رکھنا پڑیگا ۔ ڈیڑھ سال میں یہ حمائل شریف انشاء اللہ العزیز طبع ہو سکتی ہے ۔

کم و بیش سات ہزار روپیہ میں یہ حمائل پانچ ہزار انشاء اللہ العزیز چھپ جائیگی ۔ اور جو حمائلیں چار چار روپیہ میں بک رہی ہیں اُن سے ہزار درجہ بہتر اور مفید ہوگی قرآن مجید اور حمائلیں چھاپنے کیلئے لوگ زمانہ کی ضروریات اور اسلامی خدمت کے خیال کو بہت کم مدنظر رکھتے ہیں اس موقعہ پر میں اس اعتراف میں کوئی شرم نہیں کرتا کہ ان ضروریات کو ایک حد تک ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے چھپوائے ہوئے قرآن مجید اور حمائلوں میں ملحوظ رکھا گیا ہے ۔

ورنہ اکثر لوگوں نے ایسے قرآن مجید چھپوائے ہیں جو محض رکھنے کے کام کے ہیں ۔ یا نوبت [illegible] یا کوشش کی ہے کہ ان میں کسی ایک یا دوسری صنعت کا خیال رکھا جاوے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ الف سے شروع ہوتا ہے بعض ایسے ہیں کہ ہر صفحہ پر ایک آیت ختم ہو جاتی ہے کسی میں التزام ہے کہ بسم اللہ کا ہر جگہ طغرا ہو [illegible] رنگ کا ہو اس قسم کی بیسیوں صنعتوں سے کام لیا گیا ہے میں بجائے خود اس کو قرآن مجید کی ایک خدمت سمجھتا ہوں اور اسکی حفاظت کا ایک سامان ۔ لیکن اس خدمت میں ضروریات قوم کو مدنظر رکھنا بھی بڑا ہی اہم کام ہے بہرحال میرے اپنے خیال میں سات ہزار کے صرف سے ایک ایسی جامع اور خوبصورت حمائل پانچ ہزار چھپ سکتی ہے جو چار روپیہ پر ہر ایک شخص نہایت خوشی سے لے لیگا ۔ اور اگر تین روپیہ بھی اس کا ہدیہ ہو تو اس میں انشاء اللہ العزیز فایدہ ہی فایدہ ہے میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے خرچ کرتے وقت اس سے بھی کم خرچ ہو ۔ اور جسقدر تعداد میں زیادہ چھپے گی اُسی قدر کم خرچ آئیگا اور اگر صرف پچاس پچاس ایسی حمائل کے ہمیشہ موجود رکھی جاویں ۔ جو ایک بار چھپکر پڑی رہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مثلاً چار ہزار روپیہ کے صرف اڑھائی ہزار کے قریب چھاپ لی جاوے اور پھر ضرورتاً چھپوائی جاتی رہے یہ صورت ہے اخراجات کی اب اسکے بعد اگر کوئی صاحب کچھ دریافت کرینگے تو انہیں جواب الگ خط میں دیدیا جاوے گا ۔

قوم کے تعلیم یافتہ اصحاب پڑھیں

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے "بدر" میں ایک آرٹیکل لکھکر قوم کے نوجوانوں کو متوجہ کیا ہے اور سلسلہ کی ضروریات کو پیش کر کے گویا اپیل کیا ہے کہ وہ بھائی جنکو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ موقع حاصل ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کے کسی شعبہ میں اپنی خدمات پیش کر سکیں اس تقریب پر آگے بڑہیں اور آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ باقیات الصالحات کا رہنے دیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس اپیل کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میں بجائے خود کافی یقین کرتا تہا کہ اس کے بعد کسی تحریک کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن۔ دیوسماج ہائی سکول موگہ کے متعلق لالہ امراؤسنگہ انسپکٹر آف سکولز کی مینے یہ رائے پڑہی کہ موگہ دیوسماج ہائی سکول کے کسی بھی اوستاد کو تیس روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی۔

اس رائے کو پڑھکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اس فقرہ کو اپنی قوم کے گریجوئیس کے سامنے رکہدوں وہ انسٹیٹیوشن جو خدا پرستوں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے منکروں کی ہے اس میں کام کرنیوالوں کے اندر قربانی کا اس قدر جوش اور شوق ہو کہ وہ دنیوی ترقیوں کی خواہشوں پر لات مار کر صرف قوت لایموت پہ گذارا کرنے کے لئے بیٹھ جائیں اور ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے اسوہ حسنہ پر ایمان رکھنے والوں کے سامنے جب ایسی تحریک کی جاوے تو وہ اس کا جواب خاموشی سے دیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہو اور اس کے لئے اشتہار دیا جاوے اور اس کا جواب خاموشی ہو۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مینے حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت سہ ماہ کا اعلان کیا تہا۔ اس کو پڑہکر بعض دوستوں نے پوچھا کہ مولوی صاحب اس عرصہ میں کہاں رہیں گے کسی نے پوچھا کہ یہ رخصت کیوں لی جاتی ہے۔

جس جوش اور محبت کے جذبہ سے ایسے استفسارات ہوئے ہیں اس سے یقین ہوتا ہے کہ قوم مولوی صاحب موصوف کے لئے دل میں کسقدر عزت اور عظمت رکہتی ہے مگر کیا اس عزت اور عظمت کا یہ نتیجہ ہونا چاہئے کہ اون کو مجبور کر دیا جاوے کہ وہ اپنی رخصت کو منسوخ کرالیں۔ یہ جملہ تشریح طلب ہے۔ اسلئے میں مسلہ کہولکر بتانا چاہتا ہوں

مولویصاحب ممدوح پر سلسلہ کی خدمات کا اس قدر بوجھ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمانے کی ضرورت پیش آئی کہ مولویصاحب کا کوئی مددگار مقرر کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں یہ تو پورے ہوکر رہیں گے مگر مبارک ہوگا وہ وجود جس کو ایسے وجود کی اعانت کا مرتبہ ملیگا۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان ذمہ واریوں کی تفصیل دوں جو مولویصاحب کے سر پر پڑی ہوئی ہیں۔ کام کی کثرت اور لگاتار محنت نے انکی صحت پر جیسا کہ قانون قدرت ہی چاہتا اثر نہیں کیا۔ دشمنان خدا و رسول بہی یا تو بہر خوش ہوتے ہیں اور حامیان حق کے دلوں پر چوٹ لگتی ہے اور ایک تردد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہیں یہ بہی بتا دیتا ہوں کہ مولویصاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور بدستور کام کرتے ہیں مگر لگاتار محنت انسان کو تہکا ضرور دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قانون قدرت نے دن اگر کام کے لئے پیدا کیا ہے تو رات آرام کیواسطے تاکہ صبح کو پھر تازہ دم ہوکر انسان کام کرنے لگے۔ غرض سوچا گیا تہا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سالہا سال کی لمبی محنت کے بعد تین ماہ تک مولویصاحب کو کچھ وقت اور فرصت دیجاوے اس تین ماہ کے عرصہ میں یہ نہیں تہا کہ وہ قادیان سے باہر جانیوالے تھے یہ بہی نہ تہا کہ وہ صرف بیکار رہنے والے تھے اور سیر و تفریح میں اوقات گذارنے کے لئے رخصت لی تہی بلکہ مقصد اس رخصت سے یہ تہا کہ وہ ایک وسیع مطالعہ کے لئے وقت پیدا کر کے بعض نہایت خطیر مگر ضروری مضامین اور تصانیف کے لئے طیار ہو جاتے کیونکہ جہاں تک مجھے مولوی صاحب کے حالات معلوم کرنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان کے خدمت دین کے ارادوں کو ٹٹولا ہے وہ ایک بہت بڑا مقصد اپنے سامنے رکہتے ہوئے ہیں اور فی الحقیقت

يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعًا

کے دین کی خدمت کرنیوالے کے سامنے جو عظیم الشان مقصد ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ یورپ کے متعصب اور عیسائی مصنفوں نے اسلام پر جس جس پہلو سے اعتراض کیا ہے یہ خدا کا بندہ چاہتا ہے کہ اسی رنگ سے اسلام کی عظمت اور صداقت کو روز روشن کیطرح دکہایا جاوے اور جس جس طرف سے عیسائیت کا زہر پہیلایا جاتا ہے اس پہلو سے اس کا تریاق پیدا کیا جاوے منجملہ ان مقاصد کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف ہی ایک اہم مقصد ہے جس کیلئے یورپ کے تمام ان مصنفوں کی تصنیفات کو پڑہنا ضروری ہے جنہوں نے اسلام پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ لکہا ہے۔ پہر انکی تحریروں کی تنقید اور تحقیقات یہ چہوٹا سا کام نہیں۔ یورپ میں ایسی تصانیف کے لئے بہت بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور متعدد اشخاص میٹیریل جمع کرتے ہیں اور اسکو مرتب کرتے ہیں مگر یہاں یہ خود

یک سر و ہزار سودا

کا مصداق ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پہر میں اصل مطلب سے دور جا رہا ہوں رخصت لینے اور دینے سے غرض یہ تہی کہ ان تین ماہ کے اندر ان کو مطالعہ کے لئے کافی وقت ملیگا۔ اور پہر تازہ دم ہوکر وہ اس اسلامی خدمت کے لئے آمادہ ہوں گے۔ مگر یہ رخصت مشروط تہی یعنی یہ کہ کوئی اہل علم اور اشاعت اسلام اور خدمت دین کا جوش رکہنے والا نوجوان جو انگریزی کی اعلیٰ قابلیت رکہتا ہو اور مضمون نویسی پر قادر ہو ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے اپنی خدمات پیش کرنیکا حوصلہ کرے مفت نہیں بلکہ تنخواہ پر۔ ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ فی الحال صرف تین ماہ کے لئے۔

یہاں قادیان میں ایک اور وجود اس خدمت کو سرانجام دے سکتا ہے یعنے مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ اور ان کی خدمات تین ماہ کے لئے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی حیثیت سے لینے میں مدرسہ کے لئے ایک ہیڈ ماسٹر کی ضرورت آپڑتی ہے مجلس ناظمہ نے خدا تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ کر کے مولویصاحب کی رخصت منظور کر لی اور مولوی شیر علی صاحب کا تقرر بہ حیثیت ایڈیٹر تجویز کر لیا۔ اپنی قوم کے نوجوانوں سے انکی خادم مجلس ناظمہ نے امید کی تہی اور اب بہی ہے کہ انہیں سے کوئی نہ کوئی ضرور اس بات [illegible] ثابت ہوگا اور وہ مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری یا رسالہ کی ایڈیٹری کے لئے اپنی خدمات پیش کر [illegible] مستعد ہوگا بلکہ اپنی سعادت سمجھیگا کہ [illegible] خدمت دین [illegible]

[illegible]

[illegible] دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مولوی محمد علی صاحب کی [illegible] اپنے دل میں عظمت اور محبت رکہتے ہیں [illegible]

بہت سے کام ہیں۔ تین ماہ کا عرصہ کوئی لمبا عرصہ نہیں۔ اگر ہمارے تین گریجویٹ جو تعلیم کے کام سے بھی پوری دلچسپی رکھتے ہیں اس کام میں مدد دیں تو یہ تین ماہ کل سکتے ہیں۔ ابھی تک انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا صرف تحریک ہے وہ اس سعادت سے حصہ لیں ورنہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دن گذر جائینگے اور خدمات کیلئے یہ زمانہ پھر نہ ملیگا

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

آدمیوں کی کمی نہیں رہیگی کام کرنیوالے آجائیں گے وہ کام چلائیں گے اور نہیں نہیں ملیگا۔ مگر اس وقت جو آمادہ ہونگے وہ خداتعالیٰ کے حضور اور اس کے مامور کے حضور وہ حصہ پائیں گے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا یہ وقت ہے ضرورت کا مینے اور بتایا ہے کہ دیو سماج کے سکول میں تیس روپیہ سے زیادہ کا کوئی اوستاد نہیں یہ کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ ہم تنخواہ اور معقول تنخواہ لیکر بھی کام کرنیکی جرأت نہ کریں اور اگر کسی دل میں یہ نہیں نہ گی تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ہمارا محترم مخدوم جو سید القوم خادمہم کے موافق مخدوم بنا ہے اپنی غیرت اور حمیت دین کے مقابلہ میں اپنی صحت کی پروا نہ کرتا ہوا اپنی رخصت کو منسوخ کرانے پر مجبور ہوگا۔ قوم کے نوجوانو! دیکھو یہ اپیل اور تحریک ابھی تک کسی بزرگ کیطرف سے بھی نہیں ہوئی آپ کو معمولی طور پر بیدار کیا گیا ہے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں تم میں بیداری کی حس ہے اور زندگی کی روح کام کرتی ہے اپنی اولوالعزمی اور زندگی کا ثبوت دو۔ اور جیسے ہوا جہاں کہیں ہو مضمون نویسی کی مدد اور ایسے اخبار ایڈیٹر میگزین کو مدد دو۔ تعلیم کا تجربہ ہے تو مدرسہ کی خدمت کرو تنظامی اور دفتری صیغہ کا تجربہ ہے تو اسی شعبہ میں مدد دو۔ ایک وقت تھا کہ جانیں دینے کے لئے لوگ طیار ہوتے تھے۔ خداتعالیٰ نے ہمارے لئے ایسا امتحان نہیں رکھا اب اس کا بدل روپیہ اور وقت سے کر دیا ہے جو تمہارے پاس ہے اور جو تم دے سکتے ہو دو۔ جو وقت دے سکتے ہیں وہ وقت دینے میں تامل نہ کریں۔ جنہیں روپیہ دینے کا موقع ہے وہ روپیہ دیں۔ بہرحال یہ وقت ہے مدد کا۔ خدا کرے کہ آپ اس وقت کو شناخت کریں اے اللہ تو خود دلوں میں تحریک فرما۔ اور ان لوگوں کے دل میں القاکر جو تیرے دین کی نصرت اور حمایت کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں اور فی الحقیقت وہ مفید وجود ہیں۔ یہ ضرورت یہی ضرورت ہے پوری ہوکر رہے گی اور خداتعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو چن لیگا جو واقعی اس مقصد کے لئے مفید ہوگا۔ جو صاحب اپنی خدمات پیش کریں وہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کو لکھیں۔

ڈائری

الہام منسوخ بھی ہو جاتے ہیں فرمایا۔ خداتعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ہمارا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ ایک الہام ہوتا ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اگر وہ انذاری امر ہوتا ہے اور رحم [illegible] منسوخ ہو جاتا ہے بسا اوقات مثلاً ایک [illegible] کے بعد وہ منسوخ ہو جاتا ہے اور وہ [illegible] خداتعالیٰ کے وسیع حکم [illegible] جاتی ہے۔

فرشتوں کے ذریعہ الہام فرمایا۔ بعض الہامات کے وقت اگرچہ فرشتہ نظر نہیں آتا مگر الفاظ کے معانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام فرشتہ کے ذریعہ نازل ہوا ہے مثلاً الہامات میں ایسے الفاظ کہ قال ربک

اور ما نتنزل الا بامر ربک۔

تاریخ قادیان فرمایا کہ اس قادیاں میں پانچ سو حافظ قرآن شریف کے رہتے تھے۔ اس وقت اسجگہ کا نام اسلام پور تھا۔ اب یہاں کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قدر تعداد حفاظ کی نہیں مل سکتی۔ اسجگہ کی اسلامی شوکت کو سکھوں نے خراب کر دیا تھا۔ یہاں بہت سے سکھ رہتے تھے جن میں سے بعض نے سید احمد صاحب کے ساتھ بھی لڑائیاں کی ہیں مگر رفتہ رفتہ وہ سب مر گئے اور اب دو چار باقی ہوں گے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ دارا شکوہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی ایک شہر میں تیس ہزار حافظ قرآن شریف کے موجود تھے۔

جہاد فرمایا۔ جہاد کا مسئلہ بھی ہمارے مولویوں نے کچھ الٹا ہی سمجھا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث اور آنحضرت کے سوانح سے کہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کوئی اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز ہو۔ یا کبھی کیا گیا ہو کہ کفار کو زبردستی مسلمان بنایا جاوے۔ ۱۳ سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کفار کے ہاتھوں سے دکھ اٹھایا۔ جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تب اجازت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کرو جو تم کو قتل کرتے ہیں اور بسبب مظلوم ہونے کے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ ہاتھ اٹھائیں سارا خلاصہ جہاد کا یہی ہے اور جزیہ جو بہت ہی قلیل رقم کا ٹیکس ہے خود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کفار کو اپنے ماتحت امن کے ساتھ رکھنے کا اسلامیوں کو حکم تھا۔

اسلام نے مذہبی جنگ کو قطعاً بند کیا ہے اسی بات پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ ان اللہ لقوی عزیز۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا ہے۔ کہ مذہب کیخاطر جنگ کرنا اور دوسرے مذاہب کو تلوار کے ذریعہ سے منہدم کرنیکی کوشش کرنا جایز نہیں۔ اللہ تعالے تمام مذاہب کے نشانات کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو سچا ہے اور اسکی خاص نصرت فرماتا ہے وہ خود بخود فروغ پکڑتا ہے۔ اس کو کسی جہاد کی ضرورت نہیں۔

طریقہ انبیاء فرمایا۔ آجکل یہ حالت ہے کہ رات کے وقت جسکی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا وہ سمجھتا ہے کہ میں ملہم ہو گیا اور اسپر فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارا قرآن شریف کو پڑھکر دیکھو۔ انبیاء کہیں نہیں یہ لکھا کہ کسی شخص پر خداتعالیٰ اسلئے خوش ہوا کہ اسپر الہام ہوتا تھا بلکہ انبیاء کی تعریف خدا نے قرآن شریف میں اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خداتعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا اور اعمال صالحہ بجا لائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو ایک خواب پر انسان فخر کرتا ہے۔ یہ ایک زہرناک غلطی ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے نازیبا [illegible] انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قوے اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرے [illegible] اللہ تعالےٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے۔ تب وہ خدا کا ولی ہوگا۔ بغیر [illegible] نہیں مانا جا سکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی نہیں مانے [illegible] نے بھی اللہ تعالےٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے تو دو دلیل [illegible] دنیا کے آگے پیش کروں۔

(بدر)

عظیم الشان ریلوے اسٹرائیک

ایسٹ انڈیا ریلوے کی عظیم الشان اسٹرائیک کے حالات آج کل ملک کے روزانہ اخبارات میں تفصیل کیساتھ درج ہو رہے ہیں اور انکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نظارہ ہندوستان میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسٹ انڈیا ریلوے کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹرینوں کی نقل و حرکت موقوف ہے جس سے کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ٹریفک کی آمد و رفت میں سخت ہرج واقع ہو رہا ہے مسافر جابجا اسٹیشنوں پر پڑے ہوئے ہیں اور انکی منزل مقصود تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہو سکتی۔ آسانسول اس اسٹرائیک کا مرکز ہے۔ جہاں ٹرینوں کا اور مسافروں کا ہجوم ہے۔ حسن امام صاحب بیرسٹرایٹلا اور خان بہادر سید محمد صاحب انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بنگال کے اسمائے گرامی بھی اُن مصیبت زدہ مسافروں کی فہرست میں دیکھے گئے ہیں جو اسٹرائیک کے ہو جانے سے آسانسول سے آگے نہ جا سکے۔ بابو بپن چندر پال بھی پریذیڈنسی جیل کلکتہ سے بکسر جیل جاتے ہوئے آسانسول میں رک گئے۔ دوسری لائنوں سے بھی ملازموں کا انتظام نہ ہو سکا۔ ایک غیر لائن کا ڈرائیور کنڈا لے سے کانپور ایک ٹرین لیجاتا ہوا گولی سے مار دیا گیا دوسرا اجنبی ڈرائیور اسی طرح کہیں اور ایسٹ انڈیا لائن کی ٹرین چلاتا ہوا پایا گیا تو اسے بھی اسٹرائیک والوں نے پکڑ کر تالاب میں ڈبو دیا اور وہ ہلاک ہونے سے بال بال بچ گیا۔ غرضکہ نہایت مستعدی اور نہایت منضبط طور پر ایسٹ انڈیا ریلوے کے جملہ ڈرائیور۔ فائرمین اور گارڈ اسٹرائیک پر جمے ہوئے ہیں جن میں کہیں کہیں سے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں اور تار والوں کی شمولیت کی بھی اطلاع آئی ہے اور جو تدبیریں ریلوے افسران کیطرف سے اسکے فرو کرنے کی کیجاتی ہیں وہ اسقدر کوتاہ اندیشانہ ہیں کہ بجائے اسکے کہ اسٹرائیک والوں کو نرم کریں انھیں موجودہ اسٹرائیک میں زیادہ راسخ بنانے کا باعث ہوئی ہیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ انکی دیکھا دیکھی دوسری لائن والے بھی کام چھوڑ دینگے۔ چنانچہ بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے پر بعض جگہ کام بند ہونیکی خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور گریٹ انڈین پننسولر ریلوے کے لوگوں سے بھی خوف ہے کہ کہیں یہ حرکت وہ بھی نہ کر بیٹھیں۔ علاوہ کاروباری دنیا کیلئے یہ اسٹرائیک نقصان رسان ہونے کے ایسے ہندوستان کے دارالسلطنت کو صوبجات ملحقہ سے منقطع کر کے اپنی اہمیت کو ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی ہے کہ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈین ریلوے کو نوٹس دیا ہے کہ اگر [illegible] گھنٹہ کے اندر اسٹرائیک کا خاتمہ نہ ہو گیا۔ تو لائن گورنمنٹ اپنے اہتمام میں لے لیگی۔ برخلاف گذشتہ اسٹرائیک کے جسے ناکامی ہوئی تھی موجودہ اسٹرائیک جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے یوروپین یوریشین اور دیسیوں کی متفقہ اسٹرائیک ہے جسکی کئی خصوصیتیں قابل غور ہیں سب سے بڑی خصوصیت اسکی یہ ہے کہ اسکی بنیاد محض شکایات پر رکھی گئی ہے اور اسکو پولیٹیکل رنگ آمیزی سے بالکل پاک رکھا گیا ہے۔ اسٹرائیک کرنیوالوں نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اگر ایسے وقت میں لارڈ کچنر یا لفٹنٹ گورنر کی اسپیشل ٹرین ہو تو اسکے چلانے کیلئے ہم دل و جان حاضر ہیں کیونکہ انسے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے اس پولیٹیکل بے تعلقی نے انکی شکایات کو زوردار بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دل میں انکی طرف سے ایک ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ لوگ رائے دیتے ہیں کہ شکایات بہت کچھ معقول ہیں اور افسران ریلوے نے غلطی کی جو ملازموں کی معروضات پر توجہ نہ کی ٹائمس بھی تحریر کرتا ہے کہ گو کسی مستقل رائے کا قائم کرنا بھی قبل از وقت ہے لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائیک والوں کی بعض شکایات بے بنیاد نہیں اور ہندوستان کی ریلوے لائنوں کا انتظام اصلاح طلب ہے۔ اس اسٹرائیک سے اُن لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو ادنیٰ ادنیٰ سی

الہامی کتاب پر حضرت اقدس کا مضمون

۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر پڑھا جائیگا۔ ہم نے انجمن احمدیہ لاہور کو اپنے احباب کے اترنے کیلئے توجہ دلائی تھی انجمن نے نہایت فراخدلی سے اپنے احباب کے اترنے کا انتظام فرمایا ہے۔ انجمن مذکور کا اعلان اسی کالم میں درج ہے۔

یہ مضمون مستقل رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہو جائیگا

از انجمن احمدیہ شاخ لاہور

اُن احمدی احباب کی آسایش اور اطلاع کے جو آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون سننے کے لئے تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اعلان

کیا جاتا ہے کہ منتظمان جلسہ سالانہ آریہ سماج لاہور نے حضرت اقدس مسیح موعود کا مضمون پڑھے جانیکے لئے ۲ دسمبر شام کا وقت مقرر کیا ہے۔ یہ مضمون غالباً حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب پڑھینگے۔ انجمن ہذا نے تمام مہمان احباب کو فروکش کیلئے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کی جدید کوٹھی عزیز منزل مقرر کی ہے

کوئی صاحب انارکلی میں اخبار روڈ پر جہاں خواجہ صاحب پہلے رہتے تھے تشریف نہ لیجائیں۔ کیونکہ اب خواجہ صاحب وہاں نہیں رہتے اپنی کوٹھی میں آ گئے ہیں۔ یہ کوٹھی کیلیانوالی سڑک پر جو ریلوے اسٹیشن سے سیدھی لوہاری دروازہ کو جاتی ہے واقع ہے اور اسکے مقابل میں ہی اسلامیہ کالج ہے کوٹھی کے اوپر جلی اور [illegible] حروف میں خواجہ صاحب کا نام لکھا ہوا ہے تمام احمدی احباب سیدھے اسی جگہ آئیں اور اپنے اپنے بستر ساتھ لیتے آئیں۔

نیز واضح ہو کہ اس جلسہ پر آنیکے لئے ریلوے کی رعائتی ٹکٹوں کا انتظام کیا گیا ہے

کو شتوں کا مختلف ضروری شاہراہوں میں مناسب انداز کے ساتھ تقسیم کرنا سکھلایا جائیگا اور جنگ [illegible] بسر دیں وہ صلاحیت پیدا ہو گی جو انھیں اغراض متعلقہ کو [illegible] کرنے سے

باز رکھے۔ اس وقت تک ہمارے [illegible] گذشتہ [illegible] ملک کے [illegible] متعلقہ [illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ ار - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے بخصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام کرتے ہیں قیمت ۴ ر - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ ر - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ ر -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (عہ) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ ر حصہ دوم ۴ ر حضرت اقدس کی پرانی تحریریں - ۲ ر - برہان الحق قیمت ۳ ر مجاہد المسیح قیمت ۳ ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ ر - تفسیر سورۃ تبت - قیمت ۳ ر - نمونہ قرآن مجید - ۳ ر

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی ایجنسیاں منگاکر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بےنظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملاکر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بیہوشی یا بندش گلو کے باعث دواحلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء راز فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار معہ اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر
فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے کی گرم بازاری سے لوگوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزما دیکھ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریاں سب سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند دن کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہوں گے اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر پسند ہو طلب فرمائیں -
قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلا طلسمی - پیرانہ سال کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ عا دو روپیہ

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ ر

سنون وندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ ر

المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی